بعون اللہ تعالیٰ و حسن توفیقہ

رسالہ

معین الاخلاق

مؤلفہ

جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب
منصرم ناظم چہارم عدالت دیوانی بلن

شمس الاسلام پریس میرٹھ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معین الاخلاق

خرد سال بچوں کیلئے یہ رسالہ مرتب کیا گیا ہے

پہلا سبق

اللہ تعالی مالک الملک اور وحدہٗ لاشریک ہے اور ساری دنیا پر اوس کی حکومت ہے باوصف اتنی بڑی سلطنت کے نہ اوس کا کوئی مشیر ہے نہ شریک۔ اپنی حدود حکومت میں جس طرح چاہتا ہے اولٹ پھیر کرتا ہے وہ تو اوس کی مہربانی ہے کہ قصور صادر ہونے پر بھی ہم سے مواخذہ نہیں کرتا ورنہ ادنی

تدارک اوس کا یہ ہے کہ ہم سے سماعت و بصارت سلب کرلے
یعنے اندھا و بہرا کردے تو ظاہر ہے کہ جب سماعت
و بصارت ہی نرہے تو پھر ہم کسی کام کے نہیں رہتے
بہرحال خدائے تعالیٰ جو چاہا وہ کرتا ہے ہماری موت
زندگی سب اوس کے ہاتھ ہے۔

اوست سلطان ہرچہ خواہد آن کند	
	عالمے را درد مے ویران کند

دوسرا سبق

ہمارے سرکار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کی تمام مخلوقات
میں برگزیدہ اور مقبول بندے ہیں آپ ہی کے ذریعہ
سے خداوند عالم کے احکام و فرامین ہم تک پہونچے
خدائے تعالیٰ کے فرامین کے نشاء اور وجوہ و فحویٰ
سے جس طرح سرکار واقف ہیں کوئی واقف نہیں ہوسکتا
اس لئے سرکار کے ارشاد کی تعمیل عین خدائے تعالیٰ
کے احکام کی تعمیل ہے۔ اللہ تعالیٰ شہنشاہ کونین ہے

تو تمام انبیا علیہم السلام اوس کے خلیفہ اور ہمارے سرکار خلیفۂ اعظم ہیں خدا کے پاس جو عزت ہمارے سرکار کی ہے کسی اور کی نہیں ہے۔ ہاں جو لوگ ہمارے سرکار کی پیروی کرتے ہیں بلاشبہ اُن کا بھی بڑا درجہ ہے ہم اوس وقت تک سچے مسلمان نہیں ہوسکتے جب تک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اولاد اپنے ماں باپ سے زیادہ عزیز نہ رکھیں۔

خفیہ پولیس کے ذریعہ سے دنیا میں جس طرح بادشاہ کو رعیت کے حالات وخیالات کا علم ہوتا ہے اُسی طرح ہمارے سرکار کو مسلمانوں کی اچھی بری باتوں کی اطلاع فرشتوں کے ذریعہ سے ہو جایا کرتی ہے۔ دعا کرو کہ ہمارے سرکار ہم سے راضی رہیں۔

تیسرا سبق

ہمارے سرکار کے بعد اسلام کے پھیلانے اور امن قایم رکھنے کے لئے یکے بعد دیگرے چار خلیفے سرکار کے جانشین ہوے یعنے حضرت ابوبکر صدیق

حضرت عمر فاروق - حضرت عثمان غنی - حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہم - ان چاروں حضرات نے سرکار کے بعد بھی قابل تعریف کام کیا اور ان کے زمانہ میں اسلام نے بہت ترقی کی اور بڑے بڑے ملک فتح ہوے ان حضرات کے کام پر خدائے تعالی نے اظہار خوشنودی فرمایا اور سرکار نے بھی بہت تعریف کی جس مجلس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدر نشین ہیں اوس مجلس کے یہ چاروں حضرات ارکان ہیں - جس طرح اعضاء رئیسہ کو انسان عزیز رکھتا ہے اوسی طرح ہم ان حضرات کو عزیز رکھتے ہیں -

چوتھا سبق

ہمارے سرکار کے جگر گوشہ حضرۃ خاتون جنت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا ہیں جن پر سے ہماری جان تصدق ہے انسان کو جسطرح ناک عزیز ہوتی ہے اور ناک ہی سے ساری عزت ہے اوسی طرح خاتون جنت بمنزلۂ ناک کے ہیں اور آپ کے

صاحبزادے حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہما ہماری دو آنکھیں ہیں جس طرح کوئی انسان آنکھ
کو عزیز رکھتا ہے اوسی طرح ہم صاحبزادوں کو آنکھ کے
جیسا عزیز رکھتے ہیں جو ان کا مخالف ہے وہ اندھا ہے
اور جو صاحبزادی کا مخالف ہے وہ بے آبرو ہے۔
خدا کرے کہ ہم سے ہماری شہزادی اور ہمارے شہزادے
راضی رہیں۔ راضی رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم دل سے
محبت رکھیں اور ان کے بارگاہ میں فاتحہ گذرانیں
ہم جو ان حضرات کے نام سے نیاز کرکے غرباء کو کھانا
کھلایا کرتے یا فاتحہ پیش کرتے ہیں اوس کی مثال ایسی ہے
جیسا کوئی شخص بادشاہ کے سلام کے لئے روزانہ جاتا ہے
ظاہر ہے کہ ہمارے سلام سے بادشاہ کا مرتبہ نہیں بڑھتا
بلکہ ہم خود بادشاہ کے سلام سے عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں
ایک صاحب کا طریقہ مجھے بہت اچھا معلوم ہوا کہ وہ
اپنے روپیہ کو بیکار صرف نہیں کرتے تھے بلکہ جب کبھی

اون کو معلوم ہوتا تھا کہ کوئی غریب سید کی لڑکی ناکتخدا ہے اور روپیہ نہ ہونے سے اوس کے ماں باپ شادی نہیں کرتے ہیں تو فوراً ایک معقول رقم اوس کی شادی کے لئے حضرتہ خاتون جنت کے نام سے ناکتخدا لڑکی کے والدین یا اوس کے سرپرست کو دیدیا کرتے تھے تاکہ وہ جلد شادی کر دیں اسی طرح غربار کے شریف اور خاندانی لڑکوں کے کھانے پینے کے مصارف اور تعلیم کے اخراجات خود برداشت کرکے حضرات حسنین کے نام سے اون کو مدرسہ داخل کرتے تھے۔

پانچواں سبق

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے بعد قرآن و حدیث سے مسائل کا استخراج کرنے اور ضوابط بنانیکے لئے چار صاحب حضرت امام ابو حنیفہ حضرت امام شافعی۔ حضرت امام مالک حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم پیدا ہوے ان حضرات نے خدا اور رسول کے احکام کے نشاسے

واقف ہو کر فقہ کی تدوین کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے رہے اور ایسا عمدہ اسلامی قانون بنا دیا جس کو دنیا نے مان لیا اور تنازعات مٹ گئے گویا یہ چاروں حضرات مقننین اسلام ہیں۔ حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اجتہاد کے لئے مجتہد کو کم سے کم پانچ لاکھ حدیثوں کا یاد رکھنا ضرور ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کو پانچ لاکھ سے زیادہ احادیث یاد تھے اور نہ صرف ان حضرات کا شمار فقہاء میں تھا بلکہ اکابر محدثین سے بھی تھے۔ حضرت ابو حنیفہ کی نسبت ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ امام المحدثین نے فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ کی رائے مت کہو بلکہ اوس کو تفسیر حدیث کہو سفہاء نے فقہ کو امام صاحب کی رائے قرار دی ہے عبداللہ بن مبارک نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ رح افقہ الناس تھے اون سے زیادہ سمجھدار میں نے نہیں دیکھا اعمش رح نے امام ابو حنیفہ کو ایک موقع پر کمال مسرت سے

فرمایا انتم الاطباء ونحن العطارون یعنے تم بمنزلہ طبیبوں کے ہو اور ہم بمنزلہ عطاروں یعنے دوا فروشوں کے ہیں۔

چھٹا سبق

مسلمانوں کے قلوب کی صفائی اور علم لدنی کے تعلیم کے لئے حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ حضرت سیدنا خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں تشریف لائے۔ زنگ آلود دلوں کو ان حضرات نے پاک صاف اور منور فرما دیا۔ خدا کی عظمت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مسلمانوں کے دل میں بٹھا دی اور خدا کے اوس عظیم الشان کارخانہ کو جسے ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا بتلا دیا اور صنیعہ راز کے جملہ احکام سے واقف کر دیا جب تک کوئی شخص ان حضرات کے غلاموں میں داخل نہ ہو ان امور سے ہرگز واقف نہیں ہو سکتا غلامی میں داخل ہو کر تو دیکھو کہ بادشاہ بھی

اپنی بادشاہت سے دست بردار ہوکر اس در کی غلامی کو
باعث فخر سمجھتا ہے اور کہتا ہے ؎

بادشاہی سے تو بہتر ہے گدائی تیری

بڑے بڑے بادشاہان اولوالعزم مرمٹ گئے اور کچھ
عرصہ کے بعد اون کا نام بھی باقی نہیں رہا بخلاف اسکے
ان حضرات کے انتقال کے بعد بھی صدیوں سے انکا
نام باقی ہے اور اون کے مقابر زیارتگاہ خاص و عام
ہیں جو شخص فنا فی اللہ ہوجاتا ہے خدا اوس کا نام باقی
رکھتا ہے اولیاء اللہ حقیقت میں خدائے تعالی کے
عہدہ داران معنوی ہیں جن کو خدا نے عقل سلیم دی ہے
وہ ان حضرات کے مدارج و منزلت سے واقف ہیں
بادشاہوں کی حکومت اجسام پر ہوتی ہے تو ان حضرات
کی حکومت قلوب انسانی پر ہوا کرتی ہے۔ مولانا روم جس
درجہ کے عالم تھے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے لیکن جب
اُن کو صوفیائے کرام سے سابقہ پڑا تو اُنہی کے ہوکر رہگئے۔

روایت ہو کہ مولانائے روم ایک روز حوض کے کنارہ
گھر میں تشریف رکھتے تھے تلامذہ آس پاس بیٹھے ہوئے
تھے چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ اتفاقاً
شمس تبریز وہاں پہنچے اور پوچھا کہ یہ کیا کتابیں ہیں۔
مولانا نے کہا یہ علمی کتابیں ہیں تم کو ان سے کیا غرض
شمس تبریز نے کتابیں اٹھا کر حوض میں پھینک دیں
مولانا کو سخت رنج ہوا اور کہا کہ میاں درویش تم نے
ایسی چیزیں ضائع کر دیں جو اب کسی طرح نہیں مل سکتیں
ان کتابوں میں ایسے نادر نکتے تھے کہ انکا نعم البدل نہیں
مل سکتا شمس تبریز نے حوض میں ہاتھ ڈالا اور تمام کتابیں
نکالکر کنارہ پر رکھدیں لطف یہ ہے کہ کتابیں ویسی ہی
خشک کی خشک تھیں۔ نمی کا نام نہ تھا۔ مولانا پر سخت
حیرت طاری ہوئی شمس تبریز نے کہا یہ عالم حال کی باتیں
ہیں تم ان کو کیا جانو۔ اس کے بعد مولانا انکے ارادتمندوں
میں داخل ہو گئے۔

ساتواں سبق

خدائے تعالیٰ کے بعد اولاد کے حق میں ماں باپ کا درجہ ہے جس سے ماں باپ راضی رہیں اوس سے خدا راضی ہے اور جس سے ماں باپ ناراض ہوں وہ خدا کا مردود ہے اوس کی عبادت و نیکی سب برباد ہے ماں باپ کے حکم پر جورو سے دست بردار ہونا جایز رکھا گیا ہے ماں باپ کے مقابلہ میں ہُوں ہاں تک کہنا گناہ ہے۔ امام نووی نے لکھا ہے کہ جس شخص سے ماں باپ ناراض ہوں اوسکے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ نواب بدر الدولہ مرحوم کو ہم نے دیکھا ہے کہ نماز صبح سے فارغ ہونیکے بعد اپنے مکان سے پیادہ چلتے ہوے روزانہ باپ کی خدمت میں جاکر سلام عرض کرکے واپس ہوتے اور پھر دوسرے کاموں میں مصروف ہوتے تھے نواب محمد شرف الدین خانصاحب علیل تھے تو نواب محمد حفیظ الدین خاں صاحب کو ہم نے دیکھا ہے کہ صبح کی نماز سے فارغ ہونیکے بعد اپنے باپ پر

پھونکا اور والد کی درازی عمر کی دعا کر کے دوسرے کاموں میں مصروف ہوتے سید شاہ غلام محمد صاحب قادری اور اون کے بھائیوں کو ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ روزانہ اپنے جدامجد کی درگاہ پر صبح اور شام حاضر ہوتے اور اپنے ہاتھ سے وہاں جاروب کشی کر کے اور چراغ لگا کر واپس ہوتے کبھی ان لوگوں نے اس طریقہ کو ترک نہیں کیا۔ سید محمد رکن الدین خاں عرف بتھر و میاں مرحوم کو ہمنے دیکھا ہے کہ کسی ایک بڑی تقریب میں جہاں کثرت سے لوگ تھے اور سید صاحب ہی کی وجاہت سے وہاں لوگ جمع تھے اتفاقاً سید صاحب کے والد وہاں پہونچے اور فرش کی وجہ سے جوتا چھوڑ دیا تاکہ خدام اوٹھا لیں لیکن سید صاحب نے اپنے والد کا جوتا خود اوٹھا لیا اور کسی خادم کو لینے نہیں دیا۔ مولوی محمود علی صاحب صدیقی کو ہم نے دیکھا ہے کہ کبھی اپنے باپ کے سامنے اونھوں نے غیر ضروری باتیں نہیں کیں اور ہمیشہ سامنے ادب کے ساتھ سر جھکائے رہے۔

آٹھواں سبق

آدمی کی عزت ہر جگہ علم سے ہوتی ہے اور علم ہی ایک ایسی چیز ہے جو خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا بڑی بڑی سلطنتوں نے جو ترقی کی ہے وہ علم ہی سے کی ہے اور علماء کو جو مرتبہ ملا یا اولیاء اللہ جس درجہ پر پہونچے ہیں وہ محض علم کی بدولت ہے۔ پس جہاں تک ہوسکے علم کے حاصل کرنے میں کوشش کرنا لازم ہے۔ پہلے اپنا علم پڑھنا چاہئے اوس کے بعد دوسرے علوم و فنون کے حاصل کرنے میں سعی کریں تو اچھا ہے ایک شخص نے اپنے نوعمر لڑکے کو قرآن پڑھایا اوس کے بعد اردو فارسی اور پھر عربی شروع کرادی لڑکے نے پندرھویں سال میں منشی عالم اور مولوی کا امتحان پاس کرلیا اوس کے بعد اوس کے باپ نے انگریزی شروع کرادی لڑکے نے انگریزی کے علاوہ اپنے شوق سے مولوی عالم کے امتحان کی تیاری شروع کی آخرکار اونیس سال کی عمر میں مولوی عالم اور میاٹرک میں کامیاب ہوگیا

اس کے بعد اوس کے باپ نے لڑکے کی شادی کرنی چاہی تو بیٹے نے عرض کیا کہ عربی میں فاضل کا امتحان اور انگریزی میں بی اے کے امتحان سے فارغ ہونیکے بعد ارادہ فرماویں تو بہتر ہے باپ نے منظور کیا چار سال کے عرصہ میں لڑکا دونوں امتحان میں کامیاب ہوگیا۔ کامیاب ہونیکے ساتھ ہی دوسو روپیہ تنخواہ پر ملازم ہوگیا اور ایک اچھے گھرانے میں اوس کی شادی ہوگئی اور چونکہ اس کے خسر کو کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اس لئے اس کو خسر کا اسٹیٹ لاکھ روپیہ کا مل گیا اس نے اس روپیہ سے ایک کارخانہ کھولا دو سال کے عرصہ میں اس کے حسن تدبیر سے سالانہ دس ہزار روپیہ کا فائدہ ہونے لگا اس لئے اوس نے اس کارخانہ میں اپنے بھائی بندوں کو چن چن کر مناسب خدمات دیں اور کام پر لگادیا

گزشتہ صدیوں میں علم کے حاصل کرنے میں بڑے بڑے مشکلات تھے کتابیں ملتی نہ تھیں راستے خطرناک تھے پڑھانے والوں کی تعداد قلیل مگر باوصف اسکے ہر قسم کی

محنت اوٹھاکر لوگوں نے علم حاصل کیا خدا کی عنا...
ہمارے زمانہ میں تو ہر قسم کی سہولت حاصل ہے سواری کیلئے
ریل موجود ہے اور ہر جگہ مدرسے اور کالج قائم ہیں عمدہ عمدہ
مطبوعہ کتابیں مل جاتی ہیں اور راستے پُرامن ہیں لہذا حصول
علم کے لئے زمانہ حالیہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں ہے۔

نواں سبق

اپنے ملک کے بادشاہ کی اطاعت تو واجب
ہے اور جب تک بادشاہ سے محبت نرکھیں
اور اوس کے احکام کی تعمیل نہ کریں ملک کا نظم و نسق
نہیں ہو سکتا نہ رعایا کو امن و چین حاصل ہو سکتا ہے
اسہی وجہ سے خدا اور رسول کا حکم بھی یہی ہے کہ بادشاہِ
وقت کی اطاعت کرو اور اوس کے حکم پر چلو بغاوت نہایت
سنگین جرم اور باغی واجب القتل ہے۔ ایک شخص نے
نظرِ حقارت سے کُتّے کو دیکھا اور کہا کہ سب جانوروں میں
کُتّا غلیظ اور نجس العین ہے۔ کُتّے نے جواب دیا کہ انگریزی
عملداری میں تو میری بڑی عزت ہوتی ہے انگریزی کوٹھیوں

ردیسی آدمیوں کا گذر تک نہیں ہوتا میں تو
وہاں بے تکلف پڑا پھرتا ہوں اور یورپین کے ساتھ گاڑی
میں بیٹھکر ہوا خوری کرتا ہوں اب تو وہ لوگ بھی جو میرے
نجس العین ہونے کا فتویٰ دیا کرتے تھے مجھ کو اپنے گھروں
میں رکھتے اور اپنے گود میں سلاتے اور ساتھ لئے پھرتے
ہیں پھر مجھے نجس العین کہنا صحیح نہیں ہے خدائے تعالیٰ
نے میرے میں ایک صفت وفاداری کی ایسی رکھی ہے
کہ جس کی وجہ سے لوگ مجھ کو عزیز رکھتے اور عزت کرتے ہیں
میرا دعویٰ یہ ہے کہ جن لوگوں میں وفاداری کا مادہ نہیں ہے
اور گورنمنٹ سے باغیانہ خیالات رکھتے ہیں اون سے
ہر طرح اچھا ہوں اس کے سوائے میں اپنے سے بھی بدتر
اور غلیظ جانور کی نشاندہی کرتا ہوں کہ سوٗر میرے سے
بدرجہا بدتر ہے۔ سوٗر وہیں موجود تھا اوس نے کہا کہ جو
لوگ بددیانت اور رشوت خوار ہوتے ہیں اور رشوت
کھا کے حقدار کے خلاف احکام صادر کرتے ہیں وہ مجھ سے

بھی بدتر اور غلیظ ہیں۔ غرض حاکم وقت کی اطاعت بہت سے
مصالح پر مبنی ہے گذشتہ زمانہ کے حالات سُن کر حیرت
ہوتی ہے کہ اوس زمانہ میں امن قایم نہیں تھا۔ لوگ گھروں
مین شب کو باری باری سے جاگتے اور اپنے گھروں کی
حفاظت کرتے تھے اور اسی بدامنی کی وجہ سے گھرونکی
دیواریں بہت اونچی اور دروازے مضبوط رکھا کرتے تھے
اور ہر گھر میں ہر شخص کے پاس ہتیار رہا کرتے تھے خدا نے
ہم کو ایسا مبارک زمانہ دیا ہے کہ ہر جگہ امن اور ہر جگہ اطمینان
ہے اسی وجہ سے لوگوں نے جنگلوں میں ہوادار مکان
بنانا شروع کردیا۔ دیواریں پست اور دروازے مُشبّک
سرکار کے انتظام کے بھروسے پر لوگوں نے ہتیار کا
رکھنا چھوڑ دیا قطاع الطریق راہزن چور ڈاکو سرکار کے
انتظام سے ایسے بھاگے جیسا شیطان لاحول سے بھاگتا ہے
اب ہر طرف امن و بفکری ہے نہ صرف حیدرآباد بلکہ
ہندوستان دارالامن بن گیا ہے۔ سرکار کے انتظام نے

باگ بکری کو ایک گھاٹ پانی پلا کر چھوڑ دیا مطلب اسکا
یہ ہے کہ مالدار اور غریب دونو کو ایک ہی عدالت اور
ایک ہی محکمہ سے دادخواہی کا موقع دیا گیا بہت سے
معمولی اور متوسط لوگ بڑے بڑے امرا و عہدہ داروں
پر دعوے اور استغاثے دایر کرکے عدالتوں سے
کامیاب ہوے اور اون کی جایدادیں ضبط کرائیں
اور اپنی داد کو پہونچے۔ بتاؤ کہ کیا اس سے بہتر
کوئی زمانہ ہمارے لئے آنے والا ہے۔ دعا کرو کہ
ہمارے بادشاہ اور ہماری سلطنت کو خدا قایم رکھے
آمین ثم آمین۔ جو ملک اور جو بادشاہ ہماری سلطنت
اور ہمارے بادشاہ کا حامی اور طرفدار ہے خدا اوسکو
بھی قایم و دایم رکھے۔

دسواں سبق

خدائے تعالیٰ لوگوں کے دلوں اور نیتوں
کی تنقیح فرماتا ہے صورت شکل کی وہ جانچ
نہیں کرتا اس لئے ہر کام میں نیت خالص چاہیئے اگر

کوئی شخص نماز اس نیت سے پڑھتا ہے کہ خدا نے اوسکے پڑھنے کا حکم دیا ہے اور نماز پڑھنے سے اوس کی خوشی ہوتی ہے تو بلاشبہ ایسی نماز خدا کے پاس بہت مقبول اور نمازی کے لئے بڑے بڑے مدارج ہیں لیکن اگر کوئی نماز اس وجہ سے پڑھتا ہے کہ دنیا میں لوگ اوسکو نمازی سمجھ کر عزت کریں اور لوگوں میں وہ نیک مشہور ہو تو ایسا نمازی خدا کے پاس کچھ عزت نہیں رکھتا ہے۔

کلید درِ دوزخ است آں نماز	
	کہ در چشم مردم گذاری دراز

اسی طرح خیرات نیک نیتی سے کیجائے تو اوس کا بڑا ثواب ہے لوگوں کے دکھانے کے لئے جو خیرات ہوتی ہے اوس کا معاوضہ خدا کے ہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص موٹر میں اس وجہ سے بیٹھا کرتا ہے کہ لوگوں میں وہ امیر مشہور رہو اور غریب اور متوسط الحال اشخاص اس کو دیکھ کر مرعوب متاثر ہوں

اور شرمندہ ہوں تو خدا کے پاس ایسے شخص کے لئے
سخت سزا ہے ہاں اگر اس نیت سے وہ بیٹھا کرتا ہے
کہ خدائے تعالیٰ کے نعمات کا اظہار ہو اور ادن لوگوں
کو جو پیادہ پھرتے ہیں یا ہلکی سواری میں بیٹھا کرتے ہیں
دیکھ کر متاثر ہو اور خدا کا شکر ادا کرے تو ایسے شخص کا
موٹر میں بیٹھنا بھی اجر سے خالی نہیں ہے۔غرض خدائے تعالیٰ
نیت کو دیکھتا ہے عجز و انکسار اوس کو بہت پسند ہے
غرور اور تکبر سے ناراض جس نے غرور کیا خدا نے اوسکو
ذلیل کیا جس نے عاجزی کی خدا نے اوسکی عزت بڑھائی
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دنیوی حیثیت سے
ملک عرب کے ایک بادشاہ تھے اور اخروی لحاظ سے
خدائے تعالیٰ کے خاص بندے اور تمام پیغمبروں اور
اولیا راللہ کے سرتاج تھے باوصف اس کے آپکی حالت
یہ تھی کہ معمولی اور ادنیٰ کام کرنے میں بھی آپنے مضائقہ
نہیں فرمایا۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے

خادم تھے فرماتے ہیں کہ جس قدر کام آپ کا میں کیا کرتا تھا اوس سے زیادہ کام میرا آپ کر دیا کرتے تھے ایک دفعہ آپ حجرۂ شریف میں تشریف رکھتے تھے لوگ اسقدر بھر گئے تھے کہ جگہ تک نہیں رہی اس اثنا میں ایک صحابی حاضر ہوئے تو اون کو دیکھ کر سرکار نے چادر مبارک دی اور اونھوں نے چادر مبارک اوٹھاکر آنکھوں سے لگا کر بوسہ دیا اور خوب روئے اور چادر مبارک واپس کر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں بیت المال کا ایک اونٹ گم ہو گیا تو خود تلاش کے لئے نکلے لوگوں نے عرض کیا کہ پولیس کو حکم دیا جائے یا غلاموں کو ارشاد ہو کہ تلاش کریں ارشاد فرمایا کہ مجھ سے زیادہ کون غلام ہو سکتا ہے۔ اب حالت یہ ہو گئی ہے کہ بڑی تنخواہ والے چھوٹی تنخواہ والوں کو تعظیم دینے یا اپنی پریویٹ تقاریب میں مدعو کرنے یا اون سے ہم کلام ہونے میں اپنی خفت سمجھتے ہیں اور جس کا نام

سول لسٹ میں نہ ہو اوس کو قابل خطاب خیال نہیں کرتے
کیونکہ بڑی تنخواہ والوں کی لین میں وہ شامل نہیں ہے،
جو شخص خدا سے ڈرا اور اوس کو راضی رکھا اور اوسی کا
بھروسہ کیا تو بلاشبہ اپنے ارادوں میں وہ کامیاب
ہوگا اور منزل مقصود کو پہونچے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے زمانہ میں ایک شخص نہایت غریب اور مفلس تھا
جب وہ قریب المرگ ہوا تو اپنے بچوں کو بلایا اور کہا
کہ میں تم لوگوں کو خدا کے بھروسہ پر چھوڑتا ہوں وہ تم
لوگوں کا حامی اور مددگار رہے گا اسکے بعد وہ مر گیا۔
خدا کی قدرت دیکھئے کہ کچھ عرصہ کے بعد ان لوگوں کو اسقدر
دولت ملی اور اسقدر مالدار ہو گئے کہ جس کا کوئی ٹھکانا
نہیں۔ آخران ہی لوگوں نے خدا سے عرض کیا کہ ذرا تو
ہاتھ کو کھینچ۔ بارگاہ خداوندی سے ارشاد ہوا کہ ہم نے
تم کو ابھی کچھ نہیں دیا۔ اتفاق سے اوس زمانہ میں
ایک بہت مالدار اور متکبر شخص نے بھی اپنے مرتے وقت

اپنے لڑکے کو بُلایا اور کہا کہ میں نے تمھارے لئے بہت کچھ دولت چھوڑی ہے تمھاری زندگی آرام سے کٹے گی میں فلاں مفلس شخص کے جیسا تم کو خدا کے بھروسہ نہیں چھوڑتا ہوں یہ کہکر مرگیا لڑکے نے مال و دولت پر قابض ہوکر فضول خرچی شروع کی نوبت یہانتک پہونچی کہ پہننے کو کپڑا تک نہیں رہا آخر ریتی میں اپنے جسم کو چھپاکر بیٹھا کرتا تھا خدا نے فرمایا کہ ریتی بھی ہماری ہی ہے اسی واسطے کہتے ہیں کہ ہمیشہ خدا کا بھروسہ رکھنا چاہیئے وہ ہرطرح کافی ہے وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔

گیارہواں سبق

میر غلام پنجتن کے چار لڑکے تھے۔ عنایت حسین شفقت حسین الفت حسین محبت حسین

عنایت حسین کی تعلیم ڈاکٹری میں ہوئی اور وہ ڈاکٹر ہوکر چارسو روپیہ تنخواہ پر ملازم ہوگیا۔ شفقت حسین امتحان بیرسٹری پاس کرکے نہایت ناموری کے ساتھ وطن

واپس آیا - چونکہ ہندوستان میں اوس کی تعلیم اچھی ہوئی
تھی اور اخلاقی حالت بھی قابل تعریف تھی اس لئے
ولایت سے واپس آنیکے بعد اوس کے مزاج اور لباس
میں کسی قسم کا تغیر آتے نہیں پایا ماں باپ اور دیگر بزرگوں
کا حد درجہ کا ادب کرتا تھا اور بھائی بہنوں اور محلہ دارو ں
پر بھی بڑا شفیق تھا اور بار بار خدا کا شکر ادا کرتا اور کہتا تھا
کہ سب سے بڑا احسان خدا کا یہ ہے کہ اوس نے میرے
سر پر ماں باپ کا سایہ قایم رکھا ہے - ماں باپ ہی کی
وجہ سے میں آج اس مرتبہ پر پہنچا ہوں - ہمارے مذہب
میں سوائے خدا کے کسی کو سجدہ جایز نہیں ہے ورنہ میں
سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو سجدہ کرتا - غرض شفقت حسین
کے ولایت سے آنیکے بعد مسلسل دو ہفتے تک عزیز
واقارب اور دوست احباب کے پاس دعوتیں ہوتی
رہیں لوگوں نے وفور محبت سے ان جلسوں میں شفقت حسین
کی تعریف کی اور بڑی بڑی اسپیچیں دیں شفقت حسین نے

عموماً اپنی تعریف اور فضول خرچی سے لوگوں کو روکا
چنانچہ نواب غلام اہلبیت خاں صاحب کے ایٹ ہوم
میں جو جواب دیا ہے اوسکا اقتباس حسب ذیل ہے۔

حضرات

سب سے پہلے میں خدائے واحد کا شکر ادا کرتا ہوں
جس کے احسانات بے شمار ہیں اور جس کی عنایت
اور مہربانی کے بغیر ہم کبھی منزل مقصود کو نہیں پہونچ
سکتے اور چونکہ وہ دانا بینا ہے اور ہماری سب حالتوں
سے واقف ہے اس لئے اوس سے ہر حالت میں ڈرنا
اور اوس کے تعمیل احکام میں کوشاں رہنا چاہیے
ہماری اخلاقی حالت درست کرنے اور دینی و دنیوی
فوائد حاصل کرنیکے سلئے مجموعہ فرامین الہی اور مجموعہ
ارشادات نبوی سے بہتر ہمارے لئے کوئی کتاب رہنما
اور واجب العمل نہیں ہے اس کے بعد عموماً حاضرین
مجلس کا اور خصوصاً نواب غلام اہلبیت خاں صاحب کا

شکریہ عرض کرتا ہوں کہ جن قیمتی الفاظ سے میری تعریف
کی گئی ہے اور حسن ظن ظاہر کیا گیا ہے اور دعوت کا سامان
مہیا فرمایا گیا ہے میں اس کا ہر طرح ممنون ہوں لیکن سچی
بات یہ ہے کہ میں ہرگز اس قابل نہیں ہوں کہ کسی مجلس
میں ممتاز سمجھا جاؤں یا کسی خاص الفاظ میں میری تعریف ہو
من آنم کہ من دانم ۔ میری رائے یہ ہے کہ محض ولایت
کی تعلیم کوئی غیر معمولی مسرت کی وجہ نہیں ہوسکتی البتہ جو
لوگ ہندوستان میں عربی فارسی میں اعلیٰ قابلیت
حاصل کرنیکے بعد انگریزی تعلیم کے لئے ولایت جاتے ہیں
اور باوجود انگریزی لیاقت کے حاصل کرنیکے نیک چلن
بھی رہکر آتے ہیں تو البتہ ویسے لوگ بلاشبہ مستحق تعریف
ہیں ۔ عربی و فارسی میں میری معمولی تعلیم ہوئی ہے اس لئے
میرا مصمم ارادہ ہے کہ علوم عربیہ کے حاصل کرنیکے لئے
دیوبند کا سفر اختیار کروں اگر حدیث و فقہ و تفسیر میں کامیاب
ہو جاؤں تو میں اپنی زندگی کا نیک ثمرہ خیال کروں گا

میری آزاد رائے یہ ہے کہ انگریزی تعلیم کے پہلو بہ پہلو ہی عربی تعلیم بھی ہو جو مسلمان بغیر عربی و فارسی کے صرف انگریزی میں لیاقت پیدا کرتے ہیں اور عربی و فارسی سے وہ ناآشنا ہوتے ہیں تو اون کی مثال اوس شخص کی ہے جس کا ایک پہلو مفلوج ہو اس کے سوائے انگریزی دان مسلمانوں کے خیالات اور عقاید اچھے نہیں رہتے اور اردو نوشت و خواند پر اون کے ایک ایک لڑکا کالج کا مضحکہ اوڑاتا ہے کیونکہ ہمیشہ اون کے تحریرات میں بے املا اور غیر مربوط الفاظ ہوا کرتے ہیں اور بدخطی جدا اوسکی موید ہوتی ہے اس بات کا بھی تجربہ ہوا ہے کہ بعض لوگ ولایت سے واپس آنیکے بعد باوصفیکہ ذرائع آمدنی بالکل مسدود رہتے ہیں مگر بریں ہمہ اخراجات وسیع پیمانہ پر رکھے جاتے ہیں جس کی وجہ سے انھیں قرضہ کا بار عظیم اوٹھانا پڑتا ہے اور اوس کی ادائی محال ہو جاتی ہے لہذا محض ولایت کے چند سالہ سکونت سے اونچے خیالات کا پیدا

کرنا اور طرز معیشت کا بدلنا ایک نامناسب اور قابل مضحکہ
بات ہے اب ایک عادت یہ بھی ہوگئی ہے کہ ڈنر اور
ایٹ ہوم اور ٹی پارٹی میں کسی ذی اثر یا مقامی عہدہ دار
کے تبادلہ یا ترقی یا توسیع اختیارات کے موقع پر لمبی چوڑی
تعریف کیجاتی اور ایسے صفات ظاہر کئے جاتے ہیں جو
فی الواقع اوسمیں موجود نہیں رہتے جس کی وجہ سے برعکس
نہند نام زنگی کافور کی پوری مثل صادق آجاتی ہے
اسلئے میں اس کا سخت مخالف ہوں کہ بیمحل کسی کی تعریف
کیجائے یا ایسے صفات بیان کئے جائیں جو اوسمیں نہو
ورنہ اوسکی مثال بالکل ویسی ہوجائیگی کہ ایک سیاہ فام
اور بدصورت سے یہ کہا جائے کہ آپ بہت گورے اور
خوبصورت شخص ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ جو شخص بے محل
کسی کی تعریف کرتا ہے اور وہ شخص بھی جو ایسی تعریف اپنے
حقمیں جایز رکھتا اور اوس سے خوش ہوتا ہے ضرور قابل افسوس ہے
جو شخص خدا پر بھروسہ رکھتا اور لوگوں کی خوشامد سے مجتنب

رہتا ہے خدا اوس کی ضرور حمایت کرتا ہے جب خدا کسی کا حامی ہوجاتا ہے تو کوئی اوس کو ضرر نہیں پہونچا سکتا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پیشگاہ میں ایک عریضہ بھیجا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے لیکن وہ نصیحت بہت لمبی نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حسب ذیل جواب دیا۔

بعد سلام کے واضح ہو کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص باوصف لوگوں کی ناخوشی کی۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا خواہاں ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اوس کے لئے کافی ہے اور جو لوگوں کی خوشی کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کی پروا نہیں کرتا تو خدا بھی اوس کو لوگوں کا محتاج کردیتا ہے والسلام۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار نے فرمایا خدا کے احکام کا لحاظ رکھو خدا تمھارا حامی

ومددگار رہے گا جو کچھ مانگنا ہو خدا ہی سے مانگو اور خدا ہی سے استمداد کرو جو قسمت میں لکھا ہے وہی ہوتا ہے اگر سب لوگ تمھارے نقصان پہنچانے کے لئے متفق ہوں جو تمھارے تقدیر میں خدا نے نہیں لکھا ہے تو ہرگز نقصان نہیں پہونچا سکتے اور اگر سب متفق ہوں کہ تم کو نفع پہونچائیں جو تمھارے تقدیر میں خدا نے نہیں لکھا ہے تو ہرگز نفع نہیں پہونچا سکتے اس لئے میری عرض یہ ہے کہ جس حاکم کی حکومت مستقل اور لازوال ہے اوسی سے ڈرنا اور اوسی کی خوشامد کرنا اور اوسی کی رضاجوئی کی فکر میں رہنا چاہیئے عارضی حکام کی خوشامد نازیبا ہے اگر کوئی بادشاہ ہم سے ناراض ہو جائے تو ہم دوسرے بادشاہ کے ملک میں جاکر رہ سکتے ہیں لیکن خدا کی حدود حکومت سے کسی طرح باہر نہیں ہو سکتے ہر جگہ اوسی کی حدود ارضی ہے اور ہر جگہ اوسی کی فوج -

اب میں اپنی تقریر ختم کرتا اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ

ہم سے راضی رہے اور ہم کو ایسے افعال کی توفیق دے
جن سے وہ خوش ہوتا ہے اور یہ بھی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ
ہمارے بادشاہ کو خیر و عافیت کے ساتھ عرصہ دراز تک
قایم رکھے اور اون کے خیر و برکات روز افزوں ہوں آمین

غلام پنجتن صاحب کے تیسرے فرزند مسمی الفت حسین
جس کی عمر بارہ سال کی ہے اوس سے ایک محلہ دار
غلام غوث خاں صاحب نے جو سوالات کئے ہیں اور
الفت حسین نے جو جواب دیا ہے بجنسہ اوسکی نقل
کیجاتی ہے جوابات سے غلام پنجتن صاحب کے طریقہ
تعلیم و تربیت اور لڑکوں کی شایستگی کا اندازہ ہوگا۔

غلام غوث صاحب (الفت حسین سے مخاطب ہوکر)
آپ کے والد تو سرکاری عہدہ دار اور بڑی تنخواہ پانے
والوں سے ہیں اور اون کے پاس موٹر۔ بگھی۔ یکہ۔ جوڑی
سب کچھ ہے پھر آپ ایسے عہدہ دار کے فرزند ہوکر
دار العلوم کو پیادہ اور بغل میں کتابیں دابے ہوئے

جاتے ہو کوئی آدمی تک ساتھ نہیں رہتا اور نہ کبھی مدرسہ
جاتے ہوے آپ کو سواری میں دیکھا۔ آپ کو بھی چاہیے
کہ دوسرے عہدہ داروں کے لڑکوں کی طرح سواری میں
جایا کریں اور کتابوں کے لئے ایک نوکر آپکے ساتھ رہا کرے۔

الفت حسین۔ ہمارے ابا جان فرماتے تھے کہ طالب علمی
کے زمانہ میں زندگی بالکل سادگی سے رہے تاکہ لڑکوں میں
غرور کا مادہ پیدا نہ ہو۔ ابا جان یہ بھی کہتے تھے کہ علم کے
حاصل کرنیکے لئے پیادہ جانے میں ثواب ہے اور خدا کے
پاس اوس کا بڑا درجہ ہے اگر طالب علم کی کتابیں کوئی
اور شخص اوٹھا کر لیجائے گا تو ثواب میں اوس کی بھی
شرکت ہوگی۔ سوائے اس کے مدرسہ قریب ہے۔ پھر
سواری کی کیا ضرورت ہے۔

غلام غوث۔ آپ کیا پڑھتے ہیں۔

الفت حسین۔ منشی میں امتحان دیچکا ہوں جس کو ایک
ہفتہ ہوا۔ نتیجہ شائع ہونے کے بعد انشاءاللہ تعالےٰ

انگریزی مدرسہ میں داخل ہونگا۔

غلام غوث ۔ امتحان دیکر آپ مطمئن ہوگئے یہ بات اچھی نہیں ہے بلکہ آپ کو ممتحنوں سے ملنا اور اون کے ہاں سفارش پہونچانا چاہیئے تاکہ آپ کو کامیاب کریں۔

الفت حسین ۔ ابا جان کہتے تھے کہ امتحان دینے کے بعد اور نتیجہ شائع ہونے سے قبل کسی ممتحن سے ملنا اور اوس کے پاس سفارش پہونچانا سخت بدنما بات اور ایک اخلاقی سنگین جرم ہے اگر کوئی ممتحن کسی نالایق امیدوار کو جسکے جوابات غیر صحیح ہوں رعایتی نمبر دیکر پاس کریگا یا کسی لایق امیدوار کو جس کے جوابات صحیح ہوں کسی وجہ سے فیل کردے گا تو وہ دنیا میں بدنام اور خدا کے پاس روسیاہ ہوگا۔

غلام غوث ۔ کیا آپ انگریزی نہیں پڑھتے۔

الفت حسین ۔ منجھلے بھائی صاحب سے انگریزی کی تیسری کتاب پڑھ رہا ہوں منشی میں پاس ہونیکے بعد

مستقل طور پر انگریزی جماعت میں شریک ہونگا۔

ف غلام پنجتن صاحب کا چوتھا لڑکا محبت حسین جس کی عمر سات سال کی ہے سعید عالم خاں صاحب کے سوالات کا جواب حسب ذیل دیا ہے:۔

سعید عالم خاں ۔میاں پرسوں آپ کے گھر پر بہت سے لوگ جمع تھے۔اور بہت سی گاڑیاں باہر کھڑی تھیں۔کیا کوئی تقریب تھی۔

محبت حسین ۔پرسوں ہمارے بھائی جان کے امتحانمیں کامیاب ہونیکے سبب سے مدرسہ کے لڑکوں اور مدرسین کو ابا جان نے دعوت دی تھی اور بھائی جان کو پھول پہنائے بچوں کو اور مدرسین کو گلدستے اور پان دیئے بھائی جان نے فارسی میں ایک عمدہ اسپیچ دی جس کو سب لوگوں نے پسند کیا بڑے بھائی جان نے اُن کو ایک سونے کی گھڑی دی۔منجھلے بھائی جان نے ایک سیکل دلادی۔ابا جان نے ایک قلمی اور مُطلا قرآن شریف

دیا جس کو ابا جان نے ایک سو ساٹھ روپیہ میں لیا تھا
سب لوگوں کے کھانے سے فارغ ہونیکے بعد نو بجے
سے بارہ بجے شب تک مولود برزنجی شریف ہوا ماموجان
نے میراثنیوں کو بلوایا تھا لیکن ابا جان نے اون کو
نکلوا دیا جس سے ماموں جان ناخوش ہو گئے۔ ابا جان
کہتے تھے کہ آج میراثنیں آئیں کل طوایف آئیں گے
اور پرسوں شیشے اڑینگے اسلئے یہ سلسلہ ہی اچھا نہیں ہے

سعید عالم خاں۔ میاں آپنے ہم کو کیوں دعوت
نہیں دی ہم تو آپ کے قدیم نیازمند ہیں۔

محبت حسین۔ آپ کو دعوت کی کیا ضرورت تھی
آپ کو خود آنا چاہیئے تھا۔ بات یہ ہے کہ خاص مدرسہ
کے اوستادوں اور لڑکوں کو دعوت دیگئی تھی
اور قرابت کے چند لوگ بھی آ گئے تھے ورنہ ابا جان
آپ کو ضرور دعوت دیتے۔

سعید عالم خاں میاں آپ کیا پڑھتے ہیں۔

محبت حسین۔ اردو کی تیسری اور فارسی کی پہلی پڑھ رہا ہوں۔ قرآن شریف کے سات پارے ختم ہوگئے اب الحمد کا ترجمہ شروع کیا ہے۔

سعید عالم خاں۔ ترجمہ کب سے شروع کیا اور اب کون سے سورہ کا ترجمہ پڑھ رہے ہو۔

محبت حسین۔ دو ہفتہ سے ترجمہ شروع کیا گیا الم ترکیف تک ترجمہ پڑھ چکا۔

سعید عالم خاں۔ بھلا **الحمد** کا ترجمہ تو ہم کو سنا دیجئے۔

محبت حسین۔ جی بہت اچھا۔ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے نہایت رحم والا مہربان روز جزا کا حاکم۔ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ دکھا اُن لوگوں کا رستہ جن پر تونے اپنا فضل کیا نہ اون کا جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کا

سعید عالم خاں۔ چشم بد دور! چشم بد دور۔ خدا آپ کو

سلامت رکھے اور آپ کے والدین آپ کے سر پر قایم رہیں اچھا میاں اب میں جاتا ہوں۔

محبت حسین۔ خاں صاحب مہربانی کر کے ذرا ٹھہر جائیے اس کے بعد محبت حسین اپنے گھر میں گئے اور ایک رکابی میں مٹھائی لاکر خاں صاحب کو دی۔

سعید عالم خاں۔ میاں خدا آپ کو دیرگاہ سلامت رکھے ابا جان کی خدمت میں میری جانب سے آداب عرض کیجئے۔

سعید عالم خاں۔ میاں آپ کے والد نے سرکار سے کیوں خطاب نہیں لیا بہت لوگوں کو خطاب سرفراز ہوا آپ کے والد چاہتے تو نہایت سہولت سے خطاب مل سکتا تھا آخر خطاب نہ لینے کی وجہ کیا ہے۔

محبت حسین۔ ابا جان فرماتے تھے کہ میرے والد نے مجھ کو ایسا خطاب دیا ہے کہ اب سرکاری خطاب کی مجھے ضرورت نہیں رہی۔ غلام پنجتن خود ایک ایسا اعلیٰ

خطاب ہے کہ اوس پر جس قدر فخر کروں سزاوار ہے
میں اپنے ماموں جان کے بیٹے کو بلا لاتا ہوں اونسے بھی
کچھ پونچھکر دیکھئے اس کے بعد محبت حسین اپنے ماموں زاد
بھائی افتخار حسین کو خاں صاحب کے پاس لائے۔

خاں صاحب۔ میاں آپ کا اسم شریف کیا ہے۔

افتخار حسین۔ بندہ کو افتخار حسین کہتے ہیں۔

خاں صاحب۔ آپ کس جماعت میں شریک ہیں۔ اور کیا پڑھتے ہیں۔

افتخار حسین۔ مڈل پاس ہوچکا ہوں اب انٹرنس کی پڑھائی ہو رہی ہے خانگی میں مولوی اعجاز حسین صاحب سے ہدایۃ النحو۔ فصول اکبری پڑھ رہا ہوں۔

خاں صاحب۔ مذہبی اور اخلاقی چند ایسے سنگین جرایم بیان کیجئے جو قابل تدارک اور ناقابل عفو ہوں۔

جواب۔ خدا کے ساتھ شرک۔ بادشاہ کے ساتھ بغاوت ماں باپ کی نافرمانی۔ شوہر سے سرکشی۔

خاں صاحب۔ خوش اخلاق کس کو کہتے ہیں۔

افتخار حسین۔ جس کی ملاقات سے دل پرمسرت ہو حاکم اپنے محکوم سے عمدہ برتاؤ رکھنے والا۔ شوہر اپنی زوجہ سے محبت رکھنے والا۔ باپ اپنی اولاد سے نیک سلوک سے پیش آنے والا۔ حاکم عدالت اہل مقدمات کو ایک نظر سے دیکھنے والا۔

خاں صاحب۔ آپ کا سن کیا ہے۔

افتخار حسین۔ ۵ ۔ محرم ۱۳۲۰؁ ہجری میں پیدا ہوا۔ اس لحاظ سے مجھ کو پندرھواں سال ہے۔

بارھواں سبق تبلاؤ کہ وضو میں کتنے فرض ہیں اور کتنی سنتیں اور کون سے فرض ہیں

جواب۔ وضو میں چار فرض ہیں۔ سارے منہ کا دھونا۔ دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا۔ پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ وضو میں چودہ سنتیں ہیں۔ نیت۔ وضو کے شروع میں بسم اللہ کا پڑھنا۔ دونوں ہاتھوں کا

پہنچوں تک دھونا۔ ۴ مسواک کرنا۔ ۵ تین دفعہ کلی کرنا۔ ۶ تین دفعہ ناک میں پانی لینا۔ ۷ داڑھی کا خلال کرنا۔ ۸ دونو ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ ۹ دونو پاؤں کے انگلیوں کا خلال کرنا ۱۰ ہر عضو کا تین بار دھونا۔ ۱۱ ایک دفعہ سارے سر کا مسح کرنا۔ ۱۲ سر کے مسح کے پانی سے دونو کانوں کا مسح کرنا۔ ۱۳ ترتیب سے وضو کرنا۔ ۱۴ اعضا کا پیاپے دھونا۔

سوال۔ غسل کے فرائض کتنے ہیں وہ کیا کیا ہیں۔

جواب۔ تین فرض ہیں۔ ۱ غرغرہ کرنا۔ ۲ ناک اندر سے دھونا۔ ۳ سارے جسم پر پانی پہنچانا۔

سوال۔ غسل کی سنت بتلاؤ کہ کتنے ہیں اور کیا کیا ہیں۔

جواب۔ پانچ سنت ہیں۔ ۱ دونو ہاتھوں کا دھونا۔ ۲ استنجا کرنا ۳ نجاست کا جسم سے دھونا۔ ۴ وضو کرنا۔ ۵ سارے جسم پر تین دفعہ پانی بہانا

سوال۔ فرض اور سنت کی تعریف کرو۔

جواب۔ فرض وہ ہے جو قرآن مجید سے ایسی قطعی دلیل کے ساتھ ثابت ہو کہ جسمیں شبہ نہ ہو اوسکے کرنے سے ثواب ہے

اور بلا عذر نہ کرنے سے سخت عذاب ہے۔ اور اوس کے
نہ ماننے سے کفر لازم آتا ہے یعنے اوس کا منکر کافر ہے۔
سُنّت وہ ہے کہ جس کے موافق حضرت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے علی العموم عمل کیا ہو۔ بعض وقت ترک بھی
فرمایا ہوا وس کے کرنے سے ثواب ہے اور نہ کرنیسے عذاب ہے
سوال۔ ہندوستان کے مشہور ومعروف چار علماء کا نام تبلاؤ
جواب۔ حضرت مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی۔
حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی۔ حضرت مولانا شاہ
عبدالعزیز صاحب۔ حضرت ابوالحسنات مولوی محمد عبدالحی صاحب۔
سوال۔ بھلا حیدرآباد کے علماء سے پانچ چھ کا نام تبلاؤ۔
جواب۔ حضرت مولوی نیاز محمد صاحب۔ حضرت مولوی
محمد زماں خانصاحب۔ حضرت مولوی عباس علیخاں صاحب
حضرت مولوی عبدالصمد صاحب قندھاری۔ حضرت مولوی
سید عمر صاحب قادری۔
سوال۔ حیدرآباد کے طبقۂ مشائخین وعلماء سے چند ایسے

نام بتلاؤ جو ذی علم اور جوان اور خوش چلن اور اعلی خاندان سے ہوں
جواب ۔ مولوی سید حید حسینی صاحب ۔ مولوی سید
وحید صاحب قادری موسوی ۔ مولوی سید لطیف محی الدین صاحب
قادری موسوی ۔ مولوی محمد عبد القدیر صاحب صدیقی ۔
مولوی محمد عبد المقتدر صاحب صدیقی ۔

سوال ۔ چند ایسے جوان عہدہ داروں کے نام بتلاؤ
جن کے کام اور طریقہ کارروائی اور اخلاق سے عامہ رعایا
خوش اور مطمئن ہو ۔

جواب (۱) مولوی ہاشم معز الدین صاحب ناظم اول عدالت
دیوانی بلدہ ۔ (۲) مولوی محمد اسد اللہ صاحب ناظم دوم
عدالت فوجداری بلدہ ۔ (۳) مولوی سید نور الحسین صاحب
منصرم ناظم عدالت دیوانی ضلع کریم نگر فقط

غرہ محرم الحرام ۱۳۳۵ آذر ۱۳۲۶ ف
۱۹۱۶ء



